

97239- عقد نکاح میں چار عورتوں کی گواہی کافی نہیں ہوگی

سوال

چار عورتوں کی گواہی میں عقد نکاح کا حکم کیا ہے؟

ایسا نکاح کرنے والے کا خیال تھا کہ دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر ہے تو چار عورتوں کے برابر ہو گئی، اور چار عورتوں کے دو مردوں کے برابر ہو گئی، اور اگر صحیح نہیں تو کیا کرنا چاہیے؟

پسندیدہ جواب

بھروسہ علماء کرام کے ہاں نکاح صحیح ہونے کے لیے دو مسلمان عادل گواہوں کا ہونا شرط ہے، نکاح میں عورتوں کی گواہی سے نکاح صحیح نہیں ہو گا، چاہے چاروں عورتوں میں ہو یا پھر دو عورتوں میں اور ایک مرد۔

کیونکہ صحیح حدیث میں ثابت ہے کہ :

عمران اور عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"ولی اور دو عادل گواہوں کے بغیر نکاح نہیں ہوتا"

اسے امام یہقی نے روایت کیا اور علامہ ابی رحمة اللہ نے صحیح الجامع حدیث نمبر (7557) میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔

ابن قدامہ رحمہ اللہ کرتے ہیں :

"نحوی اوزاعی اور امام شافعی کے قول کے مطابق ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی سے نکاح نہیں ہو گا"

امام زہری رحمہ اللہ کا قول ہے :

"رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنت چلی آرہی ہے کہ حد و اور نکاح اور طلاق میں عورتوں کی گواہی جائز نہیں"

اسے ابو عبید نے "الاموال میں نقل کیا ہے" انتہی مختصر ا

دیکھیں : المغنی (7/8).

مستقل فتویٰ کمیٹی کے علماء کرام نے بھی یہی قول اختیار کرتے ہوئے کہا ہے :

"عقد نکاح میں عورت کے ولی اور خاوند کا آپس میں عقد نکاح پر گواہ بنائے بغیر شادی کرنے پر اتفاق کافی نہیں ہوگا، اور اگر دونوں کی جانب سے لمجہب و قبول ہو بھی گیا تو عقد نکاح کے وقت دو عادل گواہ بنانا ضروری ہے؛ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"ولی اور دو عادل گواہوں کے بغیر نکاح نہیں ہوتا" انتہی

الشیخ عبدالعزیز بن باز.

الشیخ عبدالرزاق عفیفی.

الشیخ عبد اللہ بن قود.

الشیخ عبد اللہ بن غدیان.

دیکھیں: فتاویٰ الجیہ الدائمة للجھوٹ العلمیہ والافتاء (18/182).

لیکن اخافت کا مذہب ہے کہ ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی میں عقد نکاح صحیح ہے۔

دیکھیں: پدائع الصنائع (255/2).

اور کچھ آئندہ کرام مثلاً امام مالک کا کہنا ہے کہ اعلان نکاح واجب ہے نہ کہ گواہی، اس لیے جب اعلان نکاح ہو جائے اور لوگوں کو نکاح کا علم ہو جائے تو یہ نکاح صحیح ہے چاہے اس پر گواہ بنائے گئے ہوں یا نہ بنائے گئے ہوں۔

قدمیم علماء کرام میں سے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اور معاصرین میں سے ابن شہیم رحمہ اللہ نے بھی یہی قول اختیار کیا ہے۔

دیکھیں: مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ (32/127) اور الاختیارات (210) اور الشرح الممتع (12/94).

انہوں نے گواہوں کی شرط و ای احادیث کو ضعیف قرار دیا ہے، لہذا اس قول کی بناء پر اگر نکاح کا اعلان ہو اور لوگوں کو اس نکاح کا علم ہو چکا ہے تو یہ صحیح ہے۔

لیکن احتیاط یہی ہے کہ اس سلسلہ میں وارد شدہ احادیث کے صحیح ہونے کے احتمال اور جسور علماء کرام کے قول کا خیال کرتے ہوئے دو گواہوں کی موجودگی میں نکاح دوبارہ کریا جائے، اور اس لیے بھی کہ یہ معاملہ بہت خطرناک معاملے یعنی نکاح سے تعلق رکھتا ہے۔

تنبیہ:

آپ کے سوال میں وارد ہے کہ: یوں کا والد موجود نہیں تھا، اگر والد نے اپنی بیٹی کے نکاح کے لیے کسی دوسرے کو کیل بنا یا تھا تو یہ نکاح صحیح ہے، کیونکہ عورت اپنا نکاح خود نہیں کر سکتی، بلکہ احادیث کی روشنی میں جسور علماء کرام کے قول کے مطابق عورت کا ولی یا پھر ولی کا کیل نکاح کرے، اس میں یہ علم کافی نہیں کہ ولی نکاح پر رضامند ہے۔

اور اگر ولی یا پھر اس کا کیل نکاح میں موجود نہ ہو تو یہ نکاح صحیح نہیں، بلکہ اس صورت میں تجدید نکاح ضروری ہے۔

مزید تفصیلات معلوم کرنے کے لیے آپ سوال نمبر (97117) کے جواب کا مطالعہ کریں۔

واللہ اعلم۔